

عشق پاگل نہیں پاگل کو ولی کرتا ہے

مجازی عشق سے عشق حقیقی تک کا سفر

IT'S A JOURNEY OF METAPHORICAL LOVE TO A DIVINE LOVE

محمد جبران

ایم فل اسکالر

راوی: واجد خان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عشق پاگل نہیں پاگل کو ولس کرتا ہے

مجازی عشق سے عشق حقیقی تک کا سفر!۔

مراوی: واجد خان

محمد جبران ایم فل اے کے اے

پاک سوسائٹی کے تحت شائع ہونے والے ناول "عشق پاگل نہیں پاگل کو ولی کرتا ہے" کے حقوق طبع و نقل بحق ویب سائٹ **Paksociety.com** اور مصنف (محمد جبران) محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد، ادارے، ڈائجسٹ، ویب سائٹ، ایپلیکیشن اور انٹرنیٹ کسی کے لئے بھی اس کے کسی حصے کی اشاعت یا کسی بھی ٹیوی چینل پر ڈرامہ و ڈرامائی تشکیل و ناول کی قسط کے کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے پبلشر (پاک سوسائٹی) سے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ بہ صورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی اور بھاری جرمانہ عائد کرنے کا حق رکھتا ہے۔

میں کلاس سے باہر نکلا تو مجھے ایک نورانی چہرے نے اپنی جانب متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ پھر تو جیسے لمحے صدیوں میں بدل گئے، وقت نے اپنی چال روک لی۔ وہ ایک حسین خواب کا جھونکا تھا جو سر تا پا میرے وجود کو جھنجھوڑ گیا۔ وہ میرے سامنے سے گزر رہے تھے اور جوں ہی وہ گزرے مجھے تو جیسے ہوش آ گیا، وہ پروفیسر قاسم جلیل صاحب تھے کیمسٹری کے پروفیسر۔ گزشتہ پانچ سالوں میں انکی سیاہ داڑھی اب سفید ہو گئی تھی اور انکی شخصیت میں اس قدرے نکھار آچکا تھا کہ وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ اپنی مخصوص شلووار قمیض میں انتہائی پروقار انداز میں نظریں جھکائے چلے جا رہے تھے۔ میں نے ایک پل کے لئے اپنی آنکھوں میں انگلیاں گھوماتے ہوئے خوب تسلی کی کہ واقعی وہ پروفیسر جلیل صاحب ہی تھے یا کوئی اور مگر جب تسلی ہو گئی تو میں تیر کی طرح انکی جانب لپکا۔ ان کی چال انتہائی دھیمی اور متوازن تھی، چہرے پر نظر کا چشمہ ان کی شخصیت کو مزید شان والا کر رہی تھی۔ وہاں کافی رش تھا سوائے بالکل پیچھے لگ کر میں آہستہ آہستہ انکے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور جب وہ درسگاہ کی عمارت سے نکل کر باہر گارڈن میں داخل ہوئے تو میں ایک دم سے انکے سامنے آ گیا۔

"جناب میں واجد خان آپ کا پرانا شاگرد جس کی شفقت اور دعائوں سے میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ آپ نے مجھے میٹرک اور ایف ایس سی میں پڑھایا ہے اور میں آپ کی کلاس کا ٹاپر رہ چکا ہوں۔۔۔۔۔" انہوں نے ایک دم سے میری جانب دیکھا اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ عود آئی۔ انکی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری اور انہوں نے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ مجھے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ جبکہ میں تو ایک الگ ہی دنیا میں کھویا ہوا تھا، مجھے انکی آنکھوں کے سحر نے بری طرح سے جکڑا ہوا تھا۔ کچھ دیر تو مجھے بالکل ہوش نہیں رہا پھر اچانک میں نے بوکھلاتے ہوئے انکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر میرے کندھے کو بھرپور انداز میں دباتے ہوئے کہا:

"کیسے ہو جوان بڑے عرصے بعد ملاقات ہوئی دل کو بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔۔ کیا کر رہے ہو آج کل۔۔۔"

"بس جی اسی درسگاہ میں ہوں اور کوشش ہے کہ اگلے سال ایم فل کے پیپرزدے کر ہی نکلوں۔ سر یقین کریں مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے آپ اتنے عرصے بعد ملے میری تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے نہ جانے قسمت نے ہمیں ایک دوسرے سے

سیکھا تھا وہ آج تک مجھے کوئی نہیں سیکھا سکا تھا۔ انکے جنون میں میں بھی رنگا گیا تھا، اب ایم فل ہونے کو آئی تھی مگر مجھے ان جیسا پروفیسر زندگی میں نہیں ملا تھا۔ وہ جب بھی مجھے سمجھاتے تھے تو انکے بال آئن سٹائن کی طرح بکھرے ہوئے ہوتے انہیں اپنا ہوش نہیں ہوتا تھا۔ اس اثناء میں وہ کیمسٹری کے ساتھ رقص کر رہے ہوتے تھے ان کی جو کیفیت ہوتی تھی اسے بیان نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ کیمسٹری کو اپنی محبوبہ کہتے تھے اور اسکے عشق میں انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔ یہ ایک عاشق اور ایک محبوب کا ملاپ تھا جسے زمانے بھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اور اس عشق میں انہوں نے پاگل ہو کر دنیا بھر کر چکر لگایا ایک ایک میوزم ایک ایک درسگاہ ایک ایک سے بڑھ کر ایک پروفیسر، وہ کیا تھا جو انہوں نے چھوڑا ہو۔ کیمسٹری کے عشق میں انہوں نے سب کچھ چاٹ ڈالا تھا مگر پھر بھی انہیں وہ سکون میسر نہیں تھا، وہ اکثر ایک شعر کہا کرتے تھے جو میری رگوں میں سنسنی پھیلا دیتا تھا۔ وہ شعر کہتے ہوئے اکثر جھوم جایا کرتے تھے:

عشق انساں کو قلندر بو علی کرتا ہے۔

عشق پاگل نہیں پاگل کو ولی کرتا ہے

: وہ کچھ دیر یوں ہی مسکراتے رہے پھر مجھ سے گویا ہوئے

"واجب بیٹا یہ انسان تو ایک حقیر تنکا ہوتا ہے اپنی مرضی سے ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتا۔ یہ سب اوپر والے کے کھیل ہیں اور اس کے کھیل نرالے ہوتے ہیں وہ جو کرتا ہے خوب کرتا ہے۔" انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور ساتھ میں آسمان کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ میں صرف انکی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اور انکے انتہائی پروقار ہونٹوں کو ہلتے ہوئے دیکھتا رہا۔ پھر ایک دم سے مجھے ہوش آیا تو میں نے سر سے کہا سر اگر آپ برانہ منائیں تو آپ سے ایک نشست ہو جائے۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اپنے دل کی پیاس بجھانا چاہتا ہوں، اب تو ایسا لگتا ہے کہ میں صدیوں سے پیاسا ہوں اور میری پیاس آپ ہی بجھا سکتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ یا آپ اگر مصروف ہیں تو مجھے پلیرزہ وقت دیں جب آپ فری ہوں۔ مجھے سکون صرف آپ کے ساتھ بیٹھنے میں ہی محسوس ہوگا، میری روح کو مزید نہ تڑپائیں سر۔۔۔۔" میں نے ایک دم سے سر جھکاتے ہوئے کہا تو انہوں نے مجھے آگے بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ انکا وجود جب میرے بدن سے ٹکرایا تو میرا بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ میں

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائس کو الٹی پی ڈی ایف
ایڈ فرس لنکس
ایک کلک سے ڈاؤن لوڈ
ڈاؤن لوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مختلف سائزوں میں اپلو ڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مکمل ریجنج

Click on <http://paksociety.com> to Visit Us

<http://fb.com/paksociety>

<http://twitter.com/paksociety1>

<https://plus.google.com/112999726194960503629>

پاک سوسائٹی کو فیس بک پر جوائن کریں

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں

پاک سوسائٹی کو گوگل پلس پر جوائن کریں

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس

بک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

Dont miss a singal one of your Favourite Paksociety's Update !

- i. Open Paksociety Page.
- ii. Click Liked.
- iii. Select Get Notifications.
- iv. Select See First.

All Done

Like Message

Get Notifications
Add to Interest Lists...

Unlike

IN YOUR NEWS FEED

See First
See new posts at the top of News Feed

Default
See posts as usual

Unfollow

وہ اس میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے میں انہیں تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئے۔ میری آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔۔۔۔ پھر میں نے اپنے قدم بوجھل دل کے ساتھ بڑھائے اور میں در سگاہ کے ایک اور دروازے میں داخل ہو گیا جہاں پر بانیکس کی پارکنگ تھی وہاں سے میں نے بانیک لی اور پھر افسردہ دل کے ساتھ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔



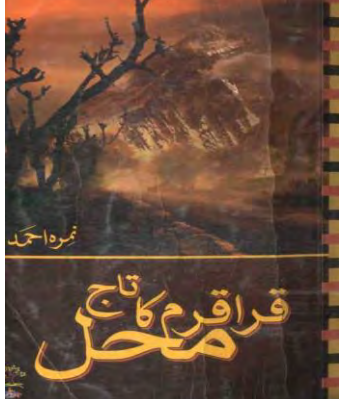
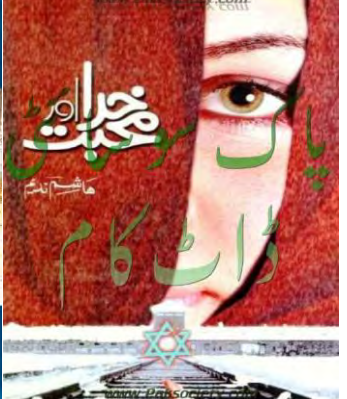
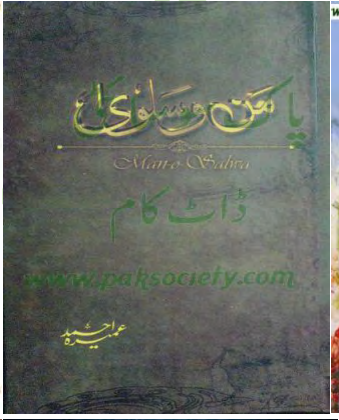
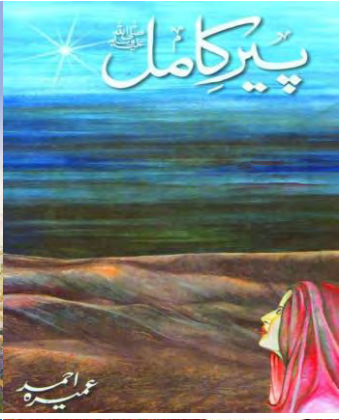
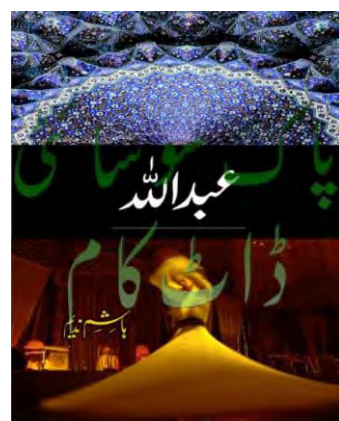
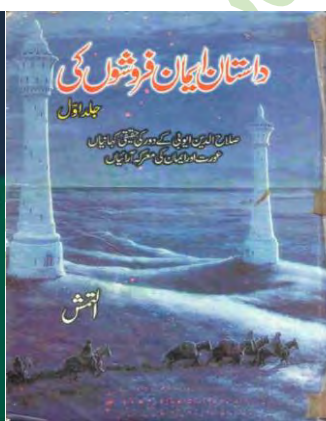
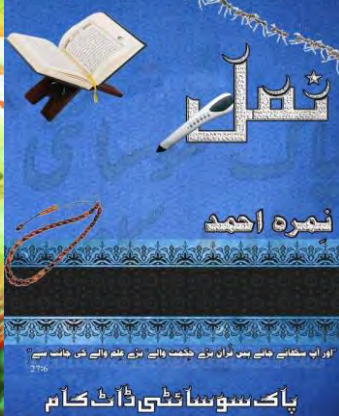
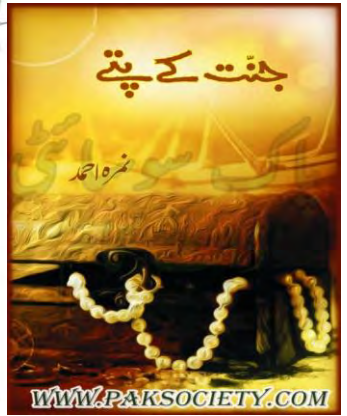
وہ دن تھا اور پھر رات ہو گئی مجھے گھر آ کر ایک پل چین نصیب نہیں ہو رہا تھا۔ نہ نیند آتی تھی نہ دل میں کسی اور کا خیال آتا تھا، میں نے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا تھا امی چیخنی رہ گئیں مگر میں اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے سونے کا بہانہ کر لیٹ گیا۔ نیند بھی تو مجھ سے روٹھ گئی تھی نہ آخر پر وفیسر پانچ چھ سال کہاں رہے تھے اور اب اچانک یونیورسٹی کیسے آگئے کیا وہ صرف مجھ سے ملنے آئے تھے یا انکو کوئی کام تھا۔ پتہ نہیں کہاں سے آئے تھے اور کہاں چلے گئے تھے اور بولا تھا کہ اب اگلی ملاقات بھر پور ہوگی۔ نہ جانے وہ کیسے ہوگی نہ انہوں نے کوئی ملاقات کی جگہ متعین کی تھی اور نہ انہوں نے کچھ بولا تھا۔ پھر امی کو شکل دیکھانے کی غرض سے میں شام کے سو دے لے آیا تھا مگر پھر آ کر کمرے میں لیٹ گیا۔ امی یا ابو سے اپنے دل کی حالت بیان نہیں کر سکتا تھا پتا نہیں وہ میری بات کا کیا مطلب لیتے۔ سوچ رہنا ہی مناسب سمجھارات کو دوست کی کال آئی تو وہ بھی میں نے اٹنڈ نہیں کی تھی۔ رات ہوتے ہی میں چھت پر چڑھ گیا اور دور چاند کو اپنی طرح اداس پایا۔ وہ بھی کسی کی یاد میں دکھی معلوم ہوتا تھا میں اس کو تھوڑی دیر تکتا تو آنکھیں تھک جاتیں پھر اپنی آنکھیں نیچے کر لیتا۔ نہ جانے یہ عمل کتنی دیر رہا تاروں بھرا آسمان اور ہر طرف پر اسرار خاموشی میرے وجود کو بری طرح سے کاٹ رہی تھی۔ اس خاموشی میں ایک عجیب سا خوف چھپا ہوا تھا میرا جسم پھر سے کانپنے لگا۔ مجھے ایک پل سکون نہیں تھا میں رونے لگا اور اپنے رب سے گڑ گڑا کر فریاد کرنے لگا کہ ایک اللہ تو اس ناچیز سے کیوں امتحان لے رہا ہے آخر وہ کیا چیز ہے جو مجھ پر آشکارہ کرنا چاہ رہا ہے۔ میں نے وہ رات تاروں کے سائے میں اپنے آپ سے الجھتے ہوئے گزار دی۔ میں اندر ہی اندر اپنے آپ سے جنگ کر رہا تھا اور اپنے آپ کو اس قابل بنانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھے اب ایسے ہی جینا ہی اور ایسے ہی وقت گزارنا ہے۔



وقت گزرتا گیا اور اب میں کوئی بھی کام دل سے نہیں کرتا تھا کسی مشین کے مانند در سگاہ جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا اور پھر اسی انداز میں سارے کام کرنا اور کسی بھی کام میں دل نہ لگنا میرا معمول بن گیا۔ اس کا احساس میرے گھر والوں کو بھی ہوا مگر اس کا علاج انکے پاس نہیں تھا سو انہوں نے مجھے ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کرانے کے لیے بھیج دیا۔ ان کے پلے بھی کچھ نہ پڑا تو انہوں نے چند وائیں لکھ کر اپنی جان چھڑائی اور پھر رفتہ رفتہ میں نے اپنی حالت خود ہی بہتر کر لی اور میں اپنی نارمل روٹین لائف میں آ گیا۔ مگر میری شخصیت میں پھر بھی خلاء تھا جو کوئی پر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سال پورا ہوا اور میں تھیسس کے لئے کام کرنے لگا اس مقصد کی تحقیق کے لئے مجھے پشاور یونیورسٹی جانا پڑا اور اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے پروفیسر صاحب کو ایک پبلک پارک میں دیکھ لیا اور پھر میں اُن کے قریب چلا گیا۔ انکی نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ انکے چہرے پر مزید نکھار آ گیا تھا مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر مجھے انہوں نے سینے سے لگالیا۔ میرے اندر ایک آنسوؤں کا ایک سمندر جو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہ اب اہل کر باہر آ گیا تھا آج پھر اتنا بڑا انتظار تھا جو ختم ہوا تھا۔ ہم دونوں نہ جانے کتنی دیر تک یوں ہی ایک دوسری کی دلوں کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے رہے۔ پھر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ مسکرا رہے تھے۔ میں ان کی مسکراہٹ دیکھ کر اپنا دکھ بیٹھ گیا اور پھر ان کے طرف دیکھ کر خود ہی دل بہل گیا اور میں بھی مسکرا دیا۔ مگر زبان تھی کہ خاموش تھی اس میں سے لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور پھر مجھے پارک سے نکالتے ہوئے درختوں کے پاس لے گئے اور کہنے لگے:

"آج سے بیس پچیس سال قبل میں کیمسٹری کا دیوانہ ہوتا تھا، میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا اور وہ تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا کیمیادان بننا۔ میں نے اس کی خاطر دنیا بھر کے چکر لگائے اپنے عشق کی تسکین کی خاطر میں نے کیا کیا نہیں کیا۔ میں نے دنیا کی ہر لائبریری کا رخ کیا دنیا جہاں کے کیمیادانوں سے ملا مگر مجھے ابھی اور جانا تھا۔ میری دل میں کوئی سکون اور چین نہیں تھی پھر میں نے سوچا کہ کیوں اب کے دروازے پے جایا جائے مجھے سکون شاید اس در سے مل جائے شاید میں سکون پا جاؤں۔ سو میں لاہور میں ایک دوست کے مشورے پر ایک مسجد میں چلا گیا۔ جہاں پر بتایا گیا تھا کہ ایک مشہور بزرگ شخصیت شاہ بابا آتے ہیں انکے پاس ہر مسئلے کا حل ہے۔ میں بھی مسجد میں چلا گیا۔ عصر کی نماز کے بعد جمعرات کے روز انکا کلام سننے بہت سے لوگ آئے تھے۔ ابھی انکا کلام شروع ہوا تھا کہ وہ ایک دم سے جلال میں آئے انہوں نے مجھے گھور کر دیکھا اور پھر مجھے کہنے لگے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-



"تمہاری مراد آج پوری ہو گیا، خدا کو تمہاری تپسیا پسند آئی بولو کیا مانگتے ہو؟؟"----- خدا کا پیار----- یا-----
 کیمسٹری کی انتہا----- اگر کیمسٹری چاہتے ہو تو جاؤ آج کے بعد دنیا بھر میں تمہیں ایک نامور کیمیا دان کے طور پر
 جانا جائے گا۔۔۔ تم جس کیمیائی عمل میں ہاتھ ڈالو گے وہ سونا بن جائے گی۔۔۔ بولو کیا چاہتے ہو۔۔۔؟" پھر جانتے ہو میں نے
 کیا چنا۔-----

"میرے لئے خدا اور اس کی محبت بس-----" پروفیسر نے کہا اور میں انکے الفاظ پر غور کرنے لگا۔۔۔ میری
 زندگی میں ایک بار پھر وقت تھم گیا تھا۔ میں پروفیسر صاحب کو اور وہ مجھے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ مجھے بہت سے سوالات
 کے جوابات مل تو گئے تھے مگر کچھ نئے سوالات نے جنم لے لیا تھا۔۔۔۔۔ وقت نے ایک بار پھر پروفیسر صاحب
 اور مجھے ملا دیا تھا اور میں بہت دور خلاء میں کسی اور دنیا میں ناجانے کیا سوچ رہا تھا وہاں تک میری سوچ نہ پہنچ سکتی تھی۔۔۔۔۔
 میرے لب پر بس ایک ہی مصرعہ تھا عشق پاگل نہیں پاگل کو ولی کرتا ہے۔۔۔۔۔!!!!

☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔